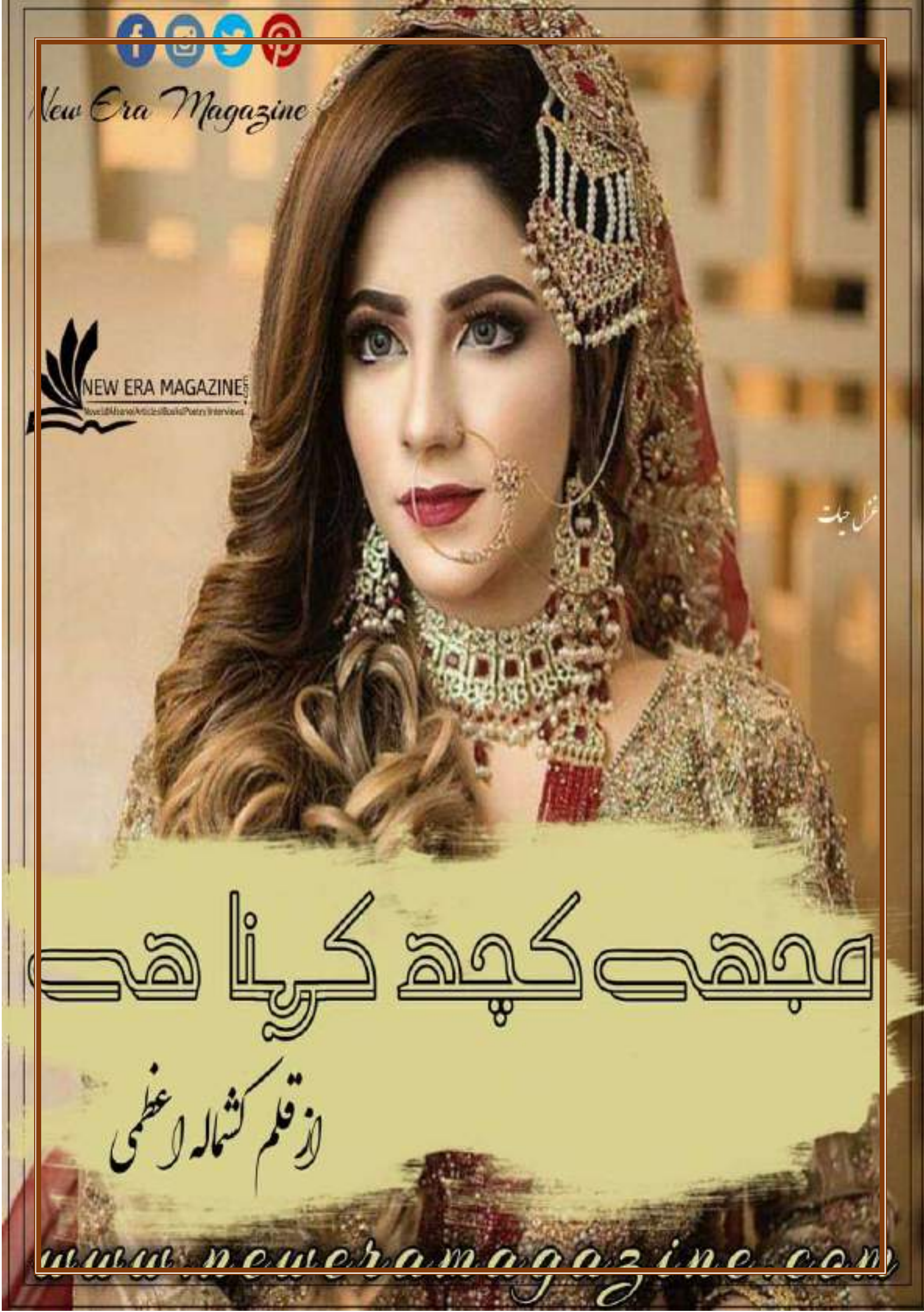

New Era Magazine
NEW ERA MAGAZINE
مجھے کچھ کہنا ہے
از قلم کشمالہ اعظمی
www.neweramagazine.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(جاری ناول)

مجھے کچھ کہنا ہے

از کشمالہ اعظمی

ہماری ویب میں شائع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ وحقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔ ہمیں اپنی ویب نیوایرا میگزین(New Era Magazine)کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشاءاللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیوایرا میگزین

☆☆☆☆☆

بس۔۔۔۔۔۔میں شرجیل خان پورے ہوش و حواس میں تمہیں

طلاق۔۔۔۔۔۔طلاق۔۔۔۔۔۔طلاق دیتا ہوں۔

ن۔۔۔۔ن۔۔۔نہیں۔۔۔۔۔۔۔راحیلہ لڑکھڑائی۔

اب تو تم میری بیوی نہیں ہو نا۔۔۔۔۔اب جیسا میں کہوں گا وہی تمہیں کرنا پڑے گا کیونکہ اِس ملک میں میرے علاوہ تم کسی کو نہیں جانتی ہو۔۔۔۔۔تمہاری مدد کرنے والا یہاں کوئی نہیں ہے۔۔۔۔۔اور ہاں رحیمہ کو بلوایا ہے وہ تمہارے حسن کو اور بھی نکھار دے گی۔۔۔۔تم تو اور بھی زیادہ خوبصورت ہو جاؤ گی۔۔۔شرجیل نے آخر میں کمینگی سے آنکھ مارتے ہوئے کہا۔

میں ایسا کچھ بھی نہیں کرنے والی ہوں مسٹر شرجیل۔۔۔۔بلکہ اب تو تم نے مجھے طلاق دے دی ہے۔۔۔میں اب پوری طرح سے آزاد ہوں۔۔۔۔راحیلہ نے ایک دم پھنکارتے ہوئے کہا۔

آ۔۔۔۔ہا۔۔۔۔۔کیا کہا تم نے آزاد ہو۔۔۔۔۔۔ہاہاہاہاہا۔۔۔۔۔۔۔راحیلہ بی بی شاید تم یہ بھول رہی ہو کہ میرے علاوہ تمہارا یہاں کوئی نہیں ہے۔۔۔کوئی مدد گار نہیں ہے۔۔۔شرجیل نے اُس کا مزاق اڑاتے ہوئے کہا۔

کیا کہا تم نے شرجیل خان۔۔۔۔میرا کوئی نہیں ہے۔۔۔یہ تو تم بالکل سچ کہہ رہے ہو مگر یہ کیوں بھول رہے ہو کہ۔۔۔۔وہ ہر کسی کا ہے۔۔۔۔ہر جگہ ہے اور ہر بات جانتا ہے۔۔۔۔وہ کرئے گا میری مدد۔۔۔۔اور۔۔۔اور۔۔۔۔تم دیکھتے ہی رہ جاؤ گے۔۔۔۔راحیلہ نے اوپر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پورے یقین سے کہا۔

ارے۔۔۔۔۔۔۔رے۔۔۔۔۔۔۔تمہارے منہ سے یہ بات سن کر مجھے تعجب ہو رہا ہے۔۔۔۔تم کونسی بڑی پارسا ہو۔۔۔۔شرجیل نے ایک بار پھر اُس کا مزاق اُڑایا۔

میں کیا ہوں کیا نہیں ہوں۔۔۔۔یہ تو میرا رب بیشک جانتا ہے۔۔۔۔۔راحیلہ نے اپنے آپ کو خدا کے بھروسے پر چھوڑ دیا تھا اِس لیے وہ بہت اطمینان سے بولی۔

ارے او۔۔۔۔نیک بی بی بننے کا جو ناٹک کر رہی ہو نا اب اُسے چُپ چاپ ختم کر و اور میری بات مان جاؤ۔۔۔۔۔تم ملک صاحب کو نہیں جانتی پر میں اُنھیں جتنا جانتا ہوں اُس حساب سے وہ مجھے تو پیسے دینگے ہی تمہیں بھی کچھ نہ کچھ مل ہی جائے گا۔۔۔۔۔سوچو تمہاری زندگی بن جائے گی۔۔۔۔میں تمہاری روز امیر کبیر کے ساتھ ڈیل فکس کروا دیا کرونگا۔۔۔۔میرے تو عیش ہونگے ہی تمہاری بھی لوٹری

نکل جائے گی۔۔شر جیل اپنے گھناؤنے کھیل میں راحیلہ کو بھی ملوث کرنا چاہ رہا تھا۔

راحیلہ شر جیل کے گھناؤنے فعل اور انداز پر اندر تک ہل گئی تھی لیکن ظاہر نہیں ہونے دیا اور دل ہی دل میں اپنے رب سے مدد کی بھیک مانگنے لگی۔

تبھی دروازے پر دستک ہوئی۔۔۔۔میں اندر آجاؤ سر؟۔۔۔۔اُس اسٹائلیش سی لڑکی نے اجازت مانگی۔

آؤ رحیمہ۔۔۔۔۔۔آؤ اور اِس کی خوبصورتی میں چار چاند لگا دو تا کہ ملک صاحب خوش ہو جائے۔۔۔شر جیل نے راحیلہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے خباثت سے کہا۔

کیوں نہیں سر۔۔۔۔۔آپ بے فکر رہے اور بس دیکھئیے میرے ہاتھوں کے جادو کو جو ملک صاحب کے سر پر چھڑ کر بولے گا۔۔۔۔۔رحیمہ نے بھی ہنستے ہوئے جواب دیا۔

راحیلہ نے اُس لڑکی کی طرف دیکھا جس نے بالکل ادھ کھلے اور تنگ سے کپڑے پہنے ہوئے تھے۔۔۔۔اور شر جیل سے بیہودہ باتیں کر رہی تھی۔۔۔۔وہ اندر سے پوری طرح سے خوفزدہ تھی اُس کے لبوں پر بس قرآنی آیتوں کا ورد جاری ہو گیا۔۔

دروازے کی اوٹ میں چھپی عظمت بوا نے ایک دم سے جھر جھری لی۔۔۔۔۔۔یہ سب تو وہ ہمیشہ دیکھتی تھی لیکن چپ رہتی تھی ملازم جو تھی۔۔۔۔۔۔۔ مگر نہیں۔۔۔اب ایک اور معصوم کو اِس گند کی پوٹلی میں جانے نہیں دوُنگی اُس نے خود سے عہد کیا۔۔۔۔اور اپنے رب کو پکارا۔۔۔یاخدا مجھے میرے مقصد میں کامیاب کرنا۔۔۔۔۔۔۔

****

رخسانہ بیگم پکنگ کرنے میں مصروف تھی تبھی دروازے پر دھیرے سے دستک ہوئی۔

امی میں آجاؤ؟

ارے کومل بیٹا تمھیں اجازت لینے کی کیا ضرورت ہے۔۔۔آجاؤ۔۔۔۔۔۔رخسانہ بیگم نے مسکراتے ہوئے کہا۔

جی امی۔۔۔۔۔میری بڑی بی کہتی ہیں کسی کے کمرے میں بغیر اجازت نہیں جانا چاہئیے۔۔۔۔کومل نے بھی مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

ٹھیک کہتی ہیں بڑی بی۔۔۔۔۔۔لیکن بیٹیوں کو ماں کے کمرے میں آنے کے لیے اجازت کی کیا ضرورت۔۔۔۔۔۔۔تم میری بہو ہی نہیں میری بیٹی بھی ہو۔۔۔۔۔میرا اکلوتا بیٹا ہے مجھے بیٹیوں کا بہت شوق تھا۔۔۔۔۔۔اب تم ہی میری بیٹی ہو۔۔۔۔۔۔۔رخسانہ بیگم نے پیار سے کہتے ہوئے اُسکا ماتھا چوما۔

اُن کی بات پر کومل کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

ارے بیٹا تم رو کیوں رہی ہو؟ کیا حامد نے کچھ کہا؟ ابھی میں اُسکی کلاس لیتی ہوں۔۔۔۔۔

نہیں امی!انھوں نے کچھ نہیں کہا۔۔۔۔آپ نے مجھے اتنے مان سے بیٹی کہا تو خوشی میں آنسو نکل آئے۔

اچّھا۔۔۔۔۔۔۔تب ٹھیک ہے۔۔۔۔۔۔ویسے بیٹا تم حامد کے ساتھ خوش تو ہو نا۔

ہاں امی۔۔۔۔۔۔میں بہت خوش ہوں۔۔۔۔۔وہ میرا بہت خیال رکھتے ہیں۔۔۔۔۔۔اب کی بار کومل نے شرماتے ہوئے کہا۔

کیا خاک خیال رکھتا ہے۔۔۔۔۔۔۔تمہاری شادی کو دس دن ہو گئے اور ناوہ تمہیں کہی

ڈنر پر لے گیا اور نہ ہی ابھی تک ہنی مون کا پروگرام بنایا موصوف نے۔۔۔۔۔۔۔۔۔ارے آج کل تو شادی کی تاریخ پڑتے ہی لڑکے ہنی مون کے ٹیکٹس بُک کر لیتے ہے۔۔۔۔۔آنے دو اُسے کہتی ہوں اتنی خوبصورت بیوی کو چھوڑ کر کہا آوارہ گردی کرتے پھر رہا ہے۔۔۔۔۔

امی وہ آوارہ گردی نہیں کر رہے اپنے دوستوں کے ساتھ ہیں۔۔۔۔۔۔کومل نے معصومیت سے کہا۔

ارے ابھی نئی نئی شادی ہوئی ہے اُسے تمہارے ساتھ ہونا چاہیئے نا کہ دوستوں کے ساتھ۔۔۔۔۔۔آنے دو۔۔۔۔۔آج ہی ہنی مون ٹرپ کی بات کرتی ہوں۔۔۔۔۔رخسانہ بیگم پھر ہنی مون پر آکر رک گئی۔

امی وہ سب چھوڑیئے اور یہ بتایئے آپ کہی جا رہی ہیں۔۔۔۔۔۔کومل نے سامان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بات کو پلٹا کیونکہ اُسے رخسانہ بیگم کے منہ سے ہنی مون سن کر شرم آرہی تھی۔

ہاں بیٹا ہم کچھ فرینڈز نے مل کر تین چار ماہ کے لیے آؤٹ آف اسٹیشن جانے کا پلان کیا ہے۔۔۔۔۔۔اب تم ہو حامد کے ساتھ تو میں بے فکر ہو کر جاؤنگی۔

ٹھیک ہے امی آپ جائیے۔۔۔۔۔۔پر اتنا لمبا۔۔۔۔۔۔میرا مطلب۔۔۔۔۔آپ کے پیچھے میں گھر میں بالکل اکیلی رہ جاؤ نگی۔

ارے اکیلی کیوں حامد ہے نا۔۔۔۔۔۔۔۔تم اُس کے ساتھ ٹرپ پر نکل جاؤ۔

جی۔۔۔۔۔۔میں آپ کی پکنگ میں کچھ مدد کر دوں؟

ارے نہیں بیٹا سب ہو چکا ہے۔۔۔۔۔۔رخسانہ بیگم نے پھر مسکراتے ہوئے کہا۔

تبھی حامد کی گاڑی کا ہارن سُنائی دیا۔

کومل بیٹا اب تم جاؤ۔۔۔۔۔۔آ گئے ہے صاحب زادے۔

جی امی۔۔۔۔۔۔۔کومل نے سعادت مندی سے کہا اور اپنے کمرے میں چلی گئی۔

****

بیٹا ابھی تک اِس نے کھانا نہیں کھایا ہے تم گیسٹ روم میں بیٹھو جیسے ہی یہ کھا لے گی میں تمہیں بتادو نگی۔۔۔۔۔۔عظمت بوا نے شرجیل کے جاتے ہی رحیمہ کو کمرے سے نکلوانا چاہا۔

کھانے کا نام سُن کر راحیلہ نے کچھ کہنے کے لیے لب وا کیے ہی تھے کہ بوا نے جلدی

سے اُس کے ہاتھ پر دباؤ ڈالا۔

جی ٹھیک ہے خالہ۔۔۔۔۔۔۔رحیمہ عظمت بوا کو جانتی تھی کہ وہ یہاں برسوں سے ملازمت کر رہی ہے اِس لیے فوراً بات مانتی وہاں سے چلی گئی۔

آپ میرا ہاتھ کیوں دبا رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔چھوڑیئے میرا ہاتھ۔۔۔۔۔۔۔مجھے کوئی کھانا وانا نہیں کھانا۔۔۔۔۔۔۔۔۔راحیلہ نے بہت غصّے سے کہا۔

دیکھو بیٹا یہ لوگ بہت گھٹیا اور گرے ہوئے ہیں۔۔۔۔۔۔۔تم جلد سے جلد اپنے ضروری کاغذات بیگ میں رکھو اور چلو میرے ساتھ۔۔۔۔۔۔بوا نے دروازے کے باہر جھانکتے ہوئے عجلت میں کہا۔

آپ کون ہیں؟۔۔۔۔۔۔اور۔۔۔۔۔۔۔مجھے کہاں لے کر جا رہی ہیں؟

دیکھو بیٹا وقت بہت کم ہے ابھی صاحب باہر گئے ہیں اگر تم نے دیری کر دی تو اِس گندے کاموں میں ملوث ہو جاؤ گی۔۔۔۔۔۔۔۔۔پیچھے کی طرف ایک راستہ ہے میں وہاں سے تمہیں نکال دؤ نگی اور تم جتنی جلدی ہو سکے اِس علاقے سے دور چلی جانا نہیں تو وہ لوگ چھوڑے گے نہیں۔۔۔۔۔۔۔بوا اُسے مسلسل ہدایات دیتے ہوئے بار بار

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

دروازے کی طرف بھی جھانک لیتی۔

راحیلہ۔۔۔۔۔۔بوا کی بات سُنتے ہی سجدے میں گر گی۔۔۔۔۔۔۔یا خدا میں کس منہ سے تیرا شکرادا کروں کہتے ہوئے وہ گڑ گڑا کر رونے لگی۔

بیٹا پلیز جلدی چلو اپنے رب کا شکریہ کرنے کے لیے بہت وقت مل جائے گا۔۔۔۔۔۔۔مگر یہاں سے نکل نہیں پائی تو۔۔۔۔۔۔۔بوا نے بات ادھوری ہی چھوڑ دی۔

نہیں بوا۔۔۔۔میں چل رہی ہوں۔۔۔۔وہ کرنٹ کھا کر اُٹھی ایسا لگا جیسے اُس کے اندر کسی نے نئی روح پھونک دی ہو اور فٹافٹ اُس اکلوتے بیگ کو اُٹھایا جو اپنے ساتھ لے آئی تھی۔

بیٹا لے لیا سب۔۔۔۔۔۔جلدی کرو۔۔۔۔۔۔جلدی۔۔۔۔۔بوا نے دوبارہ سے کہا۔

راحیلہ بیگ کے علاوہ اپنی سب سے قیمتی چیز کی طرف بڑھی جو دنیا سے بے خبر ایک ننھا سا چھ ماہ کا وجود نیلے کاٹ میں لیٹا ہوا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔اُس نے جلدی سے متاع

جان کی طرح بچّے کو اپنے سینے سے لگا لیا اور چادر میں چھپا لیا۔

چلو بیٹا۔۔۔ایک بار پھر بوا نے کہا۔۔۔۔۔۔اب کی بار راحیلہ نے خدا کا شکر ادا کیا اور بوا کے پیچھے کمرے سے نکل گئی۔

بوا نے بہت احتیاط سے اُسے پیچھے کے راستے سے باہر کی طرف جیسے ڈھکیل دیا۔۔۔۔۔اور۔۔۔بولی۔۔۔۔۔جلدی جاؤ بیٹا۔۔۔۔۔جلدی۔۔۔۔۔اور یہاں وہاں دیکھنے لگی۔

بوا میرے نہ ملنے پر شرجیل آپ کو چھوڑے گا نہیں۔۔۔آپ میرے لیے اپنی جان مصیبت میں مت ڈالیئے۔۔۔۔۔بلکہ آپ بھی چلیئے۔

نہیں بیٹا میں یہاں صاحب کو باتوں میں اُلجھائے رکھوں گی تا کہ تم کچھ دور نکل سکو۔۔۔۔۔ویسے بھی اتنے سالوں سے یہ سب دیکھ رہی ہوں آج تمہیں دیکھ کر پتا نہیں مجھ میں کہاں سے اتنی ہمّت آ گئی۔۔۔۔۔اگر آج مجھے موت بھی آ گئی تو خوشی ہو گی کہ کوئی نیک کام کر کے گئی ہوں۔۔۔۔۔۔۔بوا اپنے عزم میں ایک دم پکی نظر آ رہی تھی ساتھ ان کے چہرے پر الگ ہی خوشی تھی۔

بوا۔۔۔۔۔۔۔آپ اپنا خیال رکھنا۔۔۔۔آپ کا یہ احسان میں زندگی بھر نہیں چُکا پاؤنگی۔۔۔۔۔۔۔کہتے ہی راحیلہ نے دوڑنا شروع کر دیا۔۔۔۔۔نجانے اُس کے اندر اچانک اتنی پھرتی کہاں سے آگئی تھی۔۔۔۔۔۔وہ آس پاس سے بے خبر صرف دوڑے جا رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔اندھیری رات۔۔۔۔۔۔سُنسان سڑک۔۔۔۔۔۔۔اور وہ اکیلی لڑکی۔۔۔۔۔۔۔ایک ننھے وجود کے ساتھ دوڑتے دوڑتے جیسے تھک گئی تھی۔۔۔۔۔۔لیکن ہمّت نہیں ہاری اور دوڑتی رہی تبھی اچانک ایک بڑے پتھر سے زور سے ٹکرائی اور نیچے گر گئی۔۔۔۔۔۔۔وہ خود تو گری لیکن بچّے کو بچانے کیلیئے اپنی کہنیوں کا سہارا لیا جس کے نتیجے میں اُس کی دونوں کہنیاں چھِل گئی۔۔۔۔۔۔۔ایک سسکی اُس کے منہ سے نکلی۔۔۔۔۔۔اُس کی چپل نے کب ساتھ چھوڑا یہ بھی اُسے معلوم نہ ہوا۔۔۔۔۔اُس نے خدا کا نام لیا اور پھر سے ہمّت کر کے اُٹھی اور دوبارہ دوڑنا شروع کر دیا۔۔۔۔۔۔۔۔ تبھی وہ سامنے سے آتی گاڑی سے ٹکرا گئی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

راحیلہ نے روتے ہوئے شرجیل سے نکاح اور آذر کی گاڑی سے ٹکرانے کا سارا واقعہ سچ سچ سُنا دیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔بس اُس نے بچّے کے بارے میں اُس سے جھوٹ کہا کہ وہ

اُسے راستے میں ملا تھا۔۔۔۔۔۔

آپ کے بارے میں جان کر مجھے بہت افسوس ہوا مس راحیلہ۔۔۔۔۔۔اب آپ بے فکر ہو کر آرام کریئے۔۔۔۔۔۔۔۔آپ کل رات کی فلائیٹ سے میرے ساتھ ضرور چلو گی۔۔۔۔۔۔

آپ کا یہ احسان میں کبھی نہیں بھولو نگی صاحب جی۔۔۔۔۔۔۔۔آپ کا بہت بہت شکریہ۔۔۔۔۔۔

مس راحیلہ شکریہ آپ خدا کا ادا کیجئے۔۔۔۔۔کیونکہ آپ کو وہ اِس دلدل میں جانے سے بچانا چاہتا تھا۔۔۔۔۔۔۔میں تو بس ایک ذریعہ بنا۔۔۔۔۔۔آپ کا بچنالا حق تھا کیونکہ رب چاہتا تھا۔۔۔۔۔۔۔میں نہیں ہوتا تو میری جگہ کوئی اور ہوتا۔۔۔۔۔۔اِس لیے آپ اُس پروردگار کا شکریہ ادا کیجئیے۔۔۔۔۔۔

جی صاحب جی اب وہ معصومیت سے تھوڑا مُسکراتے ہوئے بولی۔

ویسے میرا نام آذر ہے۔۔۔۔۔آپ صاحب جی کی بجائے مجھے میرے نام سے مخاطب کر سکتی ہیں۔۔۔۔۔۔۔اُس نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

جی۔۔۔۔۔۔۔اب میں جاؤ صاحب جی۔

پھر صاحب جی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔مجھے لگتا ہے مس آپ کو بھولنے کی بہت بڑی بیماری ہے۔۔۔۔۔۔۔آذر نے اُس کے دل کو بہلانے کے لیے کہا اور یہ کام بھی آیا۔

راحیلہ اُس کی بات پر زور سے ہنسنے لگی۔

ٹھیک ہے مسٹر آذر اب میں چلتی ہوں۔۔۔۔۔۔کہتے ہوئے وہ چلی گئی۔

آذر اُس کی ہنسی میں جیسے کھو سا گیا۔۔۔۔۔۔۔یا خدا اِس لڑکی کی مدد کرنا تا کہ وہ ہمیشہ یوں ہی ہنستی رہے۔۔۔۔۔۔۔آذر نے سچے دل سے دعا دی۔

****

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔

ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔
شکریہ ادارہ: نیوایرا میگزین

اسلام آباد کا موسم آج تھوڑا ابر آلود تھا۔۔۔۔۔ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔پردے کے پاس سے سورج کی مدھم روشنی کے ساتھ ٹھنڈی ہوا بیڈ پر سوئے ہوئے خوبصورت نوجوان کو بستر سے نکلنے نہیں دے رہی تھی۔۔۔۔۔۔وہ کب سے کمبل میں گھسا ابھی اور نیند لینے کے موڈ میں تھا کہ اچانک۔۔۔۔۔۔۔۔۔الارم نے شور مچانا شروع کر دیا۔۔۔۔۔۔اُس نے ہاتھ بڑھا کر الارم کو بند کیا اور پھر سے نیند میں ہونے لگا۔۔۔۔۔کہ پھر اچانک الارم نے شور مچایا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اوہ۔۔۔۔۔۔نو۔۔۔۔۔۔۔۔۔مجھے تو بہت ضروری میٹینگ میں جانا تھا۔۔۔۔۔۔اُس نے خود کلامی کی اور انگڑائیاں لیتے ہوئے اُس مسکراتی ہوئی تصویر کو دیکھا۔۔۔۔۔جو اُس کا روز کا معمول تھا۔۔۔۔۔۔اور بستر سے نکل کر واش روم کی طرف دوڑ لگائی۔

عدن۔۔۔۔۔۔۔۔عدن۔۔۔۔۔۔۔بیٹا۔۔۔۔۔۔۔تم تیار ہو نا میٹنگ کا ٹائم ہونے

والا ہے۔۔۔۔۔۔کہتے ہوئے جہانگیر شاہ کمرے میں داخل ہوئے۔۔۔۔۔۔۔۔واش روم سے پانی گرنے کی آواز آ رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔یہ لڑکا ہمیشہ تو ٹائم پر رہتا ہے مگر جہاں کوئی ضروری کام ہو تو اُس دن ضرور لیٹ کرتا ہے۔۔۔۔۔۔ابھی وہ بڑبڑا ہی رہے تھے کہ واش روم کا دروازہ کھلا۔۔۔۔۔۔اور وہ ٹاویل سے سر پوچھتا ہوا باہر آیا۔۔۔۔

اوہ۔۔۔۔۔۔ڈیڈ۔۔۔۔۔۔سو سوری۔۔۔۔۔۔میں بھول گیا تھا۔۔۔۔۔۔آپ چلیئے میں بس پانچ منٹ میں ناشتے کی ٹیبل پر حاضر ہو جاؤنگا۔۔۔۔۔۔

ٹھیک ہے جلدی آؤ۔۔۔۔۔۔کہہ کر وہ چلے گئے۔

عدن نے فٹافٹ بلیک تھری پیس سوٹ پہنا اور آئینے کے سامنے کھڑے ہو کر بالوں میں برش پھیرنے لگا۔۔۔۔۔۔۔

واؤ۔۔۔۔۔۔میں کتنا اسمارٹ لگ رہا ہوں۔۔۔۔۔۔اُس نے خود ہی خود کی تعریف کیں۔۔۔۔۔۔کرتا بھی کیوں نہیں وہ تھا ہی ایسا کہ دیکھنے والے دیکھتے ہی رہ جائے۔۔۔۔۔اونچا قد۔۔۔۔۔۔گوری رنگیت۔۔۔۔۔۔بھوری چمکیلی آنکھیں۔۔۔۔۔۔۔براؤن بالوں کو ایک اسٹائل سے رکھے وہ ہزاروں لڑکیوں کا دل

جیت لینے کی صلاحیت رکھتا تھا۔۔۔۔۔۔۔

نائس۔۔۔۔۔۔۔میں بالکل تیار ہوں۔۔۔اپنے آپ کو آئینے میں دیکھتا مسکراتا ہوا وہ روم سے باہر نکل گیا۔

****

رخسانہ بیگم ناشتے کی ٹیبل پر بیٹھی حامد اور کومل کا انتظار کر رہی تھی۔

تبھی دونوں نے سلام کیا اور اپنی اپنی کُرسی پر بیٹھ گئے۔

چلو جلدی سے ناشتہ کرتے ہے پھر مجھے ایرپورٹ کے لیے بھی نکلنا ہے۔۔۔۔۔رخسانہ بیگم نے دونوں کو کہا اور وہ لوگ ناشتہ کرنے لگے۔

حامد اب تم بھی اپنے آوارہ دوستوں کو چھوڑو اور ذرا میری بیٹی کو وقت دو۔۔۔۔

امی۔۔۔۔۔۔میں نے کب آپ کی بیٹی کو وقت نہیں دیا مجھے بتائیے۔۔۔۔۔اُس نے مسکراتے ہوئے کومل کو دیکھ کر کہا۔

ارے برخوردار۔۔۔۔۔میرا مطلب ہے ہنی مون ٹرپ کا پروگرام بناؤ۔

امی ابھی نہیں ویسے بھی شادی کے چکّروں میں آفس پر توجہ ذرا کم ہی دے

پاپا۔۔۔۔۔ایک دو ماہ میں بنالونگا۔۔۔۔۔

ارے نئی نئی شادی ہوئی ہے۔۔۔۔۔یہی تو وقت ہے تم دونوں کو انجوائے کرنے کا۔۔۔۔۔۔۔رخسانہ بیگم نے زور دیا۔

ہاں بنالونگا امی۔۔۔۔۔۔۔۔ویسے آپ لیٹ ہو رہی ہے کہی آپ کی ٹرپ ہی مس نہ ہو جائے۔

اوکے بیٹا جیسا تم بہتر سمجھو۔۔۔۔۔۔کہہ کر وہ سامان ملازم سے رکھوانے لگی۔

جانے سے پہلے کومل کو گلے لگایا اور ہدایات دی کہ زرا تیار ہو کر سج دھج کے رہنا اور حامد کا خیال رکھنا۔

امی آپ تو چیٹنگ کر رہی ہو۔۔۔۔۔۔بیٹی کیا ملی اپنے اکلوتے بیٹے کو بھول ہی گئی۔۔۔۔۔۔کومل کو گلے لگاتے اور باتیں کرتے دیکھ کر حامد نے مصنوعی غصّے کا اظہار کیا۔

ارے میرے چاند میں بھلا تمہیں کیسے بھول سکتی ہوں۔۔۔۔۔۔وہ تو میں کومل کو تمہارا خیال رکھنے کو کہہ رہی تھی۔۔۔۔۔۔رخسانہ نے مسکراتے ہوئے حامد کو گلے لگا

کر کہا اور اُس کا ماتھا چوما۔۔۔۔۔۔

ٹھیک ہے بیٹا دونوں اپنا خیال رکھنا کہہ کر ڈھیروں دعائیں دیتی وہ چلی گئی۔

کیوں مسز حامد۔۔۔۔۔۔۔۔۔کیا کیا شکایتیں لگائی تھی کہ امی میری کلاس لینے لگی۔۔۔۔۔۔۔اور کیا۔۔۔۔۔میں تمہیں وقت نہیں دیتا۔۔۔۔۔۔شرارت سے کہتے ہوئے اُس نے کومل کی ناک دبائی۔

سی۔۔۔۔۔کی آواز اُس کے منہ سے نکلی۔۔۔۔۔۔ابھی تک تو شکایت نہیں کی تھی مگر اب کروں گی۔۔۔۔کومل نے اپنی لال ہوتی ناک کو سہلاتے ہوئے کہا۔

ویسے کیا کہو گی؟یہی کہ میں تم کو وقت نہیں دیتا۔۔۔۔۔۔کہتے ہوئے حامد نے اُسے اپنے قریب کیا۔

اوئی ماں۔۔۔۔۔۔کی آواز حامد کے منہ سے نکلی۔۔۔۔۔۔کومل نے اپنی سینڈل سے اُس کے پیر پر چڑھائی کی اور حامد کو چڑاتی ہوئی اُس سے دور ہو گئی۔

تم بدلہ لے رہی ہو مجھ سے۔۔۔۔۔بولو۔۔۔۔۔حامد نے شرارت سے پوچھا۔

نہیں جناب۔۔۔۔۔۔ہم آپ سے بدلہ لے اتنی ہم میں ہمّت کہاں۔۔۔۔۔ہم تو صرف

یہ احساس دلانا چاہتے تھے کہ ہم اپنے بیڈروم میں نہیں بلکہ گیٹ پر کھڑے ہیں۔۔۔۔۔کومل نے آنکھ مٹکاتے ہوئے بہت ہی معصومیت سے کہا۔

اچھّا۔۔۔۔۔۔تو چلو میں بتاتا ہوں تمہیں یہ کہہ کر وہ کومل کی طرف شرارت سے بڑھا ہی تھا کہ وہ اُسے انگوٹھا دیکھاتی ہنستے ہوئے اندر کی طرف بھاگ گئی۔

شاید تم بھول رہی ہو مسزِ میں اندر آسکتا ہوں۔۔۔۔حامد نے زور سے کہا اور اُس کے پیچھے دوڑا۔۔۔۔۔۔اب کومل اُس کے سامنے تھی۔

ہاں تو امی کیا کہہ رہی تھی کہ ہمیں۔۔۔۔۔حامد نے جان بوجھ کر جملہ ادھورا چھوڑ دیا۔

ایک دوسرے کا خیال رکھنا ہے۔۔۔۔۔۔یہی تو کہا تھا۔۔۔۔کومل نے یاد کرنے کی اداکاری کرتے ہوئے کہا۔

ہاں۔۔۔۔اِس کے علاوہ بھی تو کچھ کہا تھا۔۔۔۔۔۔حامد نے کومل کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیتے ہوئے پھر جان بوجھ کر ادھوری بات کی تاکہ کومل خود کہے۔

ہاں۔۔۔۔ہاں۔۔۔۔کہا تھا کہ وقت پر کھانا کھا لینا۔۔۔۔۔۔کومل نے بھی انجان

ہنستے ہوئے کہا۔

واہ بھئی واہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔میری ہی چال مجھ پر چل رہی ہو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔بہت خوب۔۔۔۔۔۔مسز حامد۔۔۔۔۔حامد کے کہتے ہی دونوں کی نظریں ملی اور اُن کے چہروں پر مسکراہٹ رینگ گئی۔

****

سلطانہ بی بی۔۔۔۔۔مس راحیلہ سے کہئیے میں ناشتے پر اُن کا انتظار کر رہا ہوں وہ بھی یہی آجائے۔۔۔۔۔آذر ناشتے کی ٹیبل پر بیٹھا تو اُسے راحیلہ کا خیال آیا۔

جی بابا ابھی بُلاتی ہوں۔۔۔۔کہہ کر وہ چلی گئی۔

اسلام و علیکم مسٹر آذر۔۔۔۔۔۔راحیلہ نے دھیرے سے سلام کیا اور بیٹھ گئی۔

ارے آپ کچھ لیجئیے نا۔۔۔۔راحیلہ کو ایسے ہی بیٹھے دیکھ کر اُس نے کہا۔

آ۔۔۔۔۔۔ہاں۔۔۔۔۔۔آذر کی بات پر وہ اپنی سوچوں سے باہر نکلی۔

آپ کیا سوچ رہی ہیں؟

میں۔۔۔۔۔میں۔۔۔۔۔۔وہ۔۔۔۔۔۔میں آگے کے بارے میں سوچ رہی تھی

کہ کیا کرو نگی۔

ہوں۔۔۔۔۔۔میں نے اِسی لیے آپ کو بُلایا ہے۔۔۔۔آپ نے کیا سوچا ہے۔۔۔مطلب کیا کرو گی؟

آپ کے ساتھ جاؤ نگی پھر کسی ہوسٹل میں رہو نگی اور کہی جاب مل جائے تو کر لو نگی۔

آپ نے اچّھا سوچا ہے۔۔۔۔۔میں کچھ پیسے آپ کو دے دیتا ہوں تاکہ آپ رہائش کا انتظام کر سکو۔

پیسے۔۔۔۔۔۔آپ مجھ پر کتنے احسان کرئینگے مسٹر آذر۔۔۔۔۔اُس نے نم آنکھوں سے کہا۔

احسان۔۔۔۔۔تو ٹھیک ہے نہیں دیتا ہوں پیسے۔۔۔۔۔۔مجھے لگتا ہے آپ جیسے ہی ائیر پورٹ پہنچو نگی تب وہاں پر پھولوں کا ہار لے کر ملازم کھڑا رہے گا اور کہے گا۔۔۔۔۔۔آیئے محترمہ آپ کا انتظار تھا۔۔۔۔آپ کی رہائش اور کھانا پینا بالکل مفت ہے۔۔۔۔۔آذر نے شرارت سے اپنی مسکراہٹ کو دباتے ہوئے کہا۔

میں کوئی وی۔آئی۔پی تھوڑی ہوں جو ایسا کچھ ہو گا۔۔۔۔۔راحیلہ نے نا سمجھتے ہوئے

معصومیت سے کہا۔

آپ نے ٹھیک کہا۔۔۔۔اِس لیے خاموشی سے پیسے لے لیجئیے آپ کے کام آئینگے۔۔۔۔۔کہتے ہوئے آذر نے نوٹوں کا بنڈل اُس کی طرف بڑھایا۔

آذر میں اتنے سارے پیسوں کا کیا کرونگی؟

اچار بناؤ گی اور کیا کروگی۔۔۔۔۔۔اب کی بار آذر نے تھوڑا چڑ کر کہا۔

راحیلہ خاموشی سے آنسو بہانے لگی۔

ارے۔۔۔۔۔رے۔۔۔۔۔۔مس راحیلہ پلیز مت روئیے۔۔۔۔میں تو بس مذاق کر رہا تھا۔۔۔۔آذر کو سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ ایسا کیا کرئے کے وہ رونا بند کردے۔

آپ پریشان نہ ہو۔۔۔۔۔۔یہ تو خوشی کے آنسو ہے۔۔۔۔۔۔آپ نہ ہوتے تو میرا کیا ہوتا۔۔۔۔۔۔خدا کا شکر ہے کہ آپ جیسے شخص سے ٹکرا گئی اگر شر جیل جیسے سے ٹکراتی تو میرا کیا ہوتا۔۔۔۔۔۔۔۔کہتے ہوئے راحیلہ نے جھرجھری لی۔

بس کیجیئے۔۔۔۔۔اب میں اتنا بھی اچّھا نہیں ہوں۔۔۔۔۔آذر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

تو اتنے بُرے بھی نہیں ہو۔۔۔۔۔راحیلہ نے فوراً کہا۔

راحیلہ کے انداز پر آذر زور سے ہنسنے لگا۔

ہیلو مسٹر آذر میں نے کوئی جوک تھوڑی سُنایا ہے جو آپ اتنا ہنس رہے ہو۔

اوکے اوکے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔چلو ناشتہ ختم کرو آج رات بارہ بجے کی فلائیٹ ہے۔۔۔۔۔۔آپ اپنی تیاری کر لو۔۔۔آذر نے اُسے آگاہ کیا۔

تیاری۔۔۔۔۔۔میں تو تیار ہی ہوں۔

آپ پنڈا ایسے جاؤ گی۔۔۔۔۔۔۔۔۔آذر نے اُس کے حلیے کی طرف اشارہ کیا۔۔۔۔۔۔راحیلہ کے کپڑے نہایت ہی گندے اور جگہ جگہ سے پھٹے ہوئے تھے۔۔۔۔چادر بھی میلی ہو چکی تھی۔

تو۔۔۔۔۔تو۔۔۔۔۔کیسے جاؤ نگی۔۔۔۔۔میرے پاس تو کاغزات کے سوائے کچھ بھی نہیں ہے۔

شٹ۔۔۔۔۔۔۔مجھے پہلے خیال کیوں نہیں آیا۔۔۔۔۔۔آذر نے خود کلامی کی۔

سنو مس راحیلہ میرے ساتھ مارکیٹ چلنا اور اپنے اور بے بی کے لیے ضرورت کی

سب چیزیں لے لینا۔۔۔۔۔۔ٹھیک ہے نا۔

ایک اور احسان۔۔۔۔۔۔اب کی بار وہ زور سے روتے ہوئے اُس کے قدموں میں بیٹھ گئی۔۔۔۔۔۔یا خدا تو آذر کی ہر خواہش پوری کرنا اور ہمیشہ شاد و آباد رکھنا۔۔۔۔۔۔راحیلہ نے دل سے اُسے دعا دی۔

بس مس راحیلہ اگر آپ چُپ نہیں ہوئی تو میں آپ سے بات نہیں کروُنگا اور نہ ہی پنڈ لے کر جاؤنگا۔۔۔۔۔۔آذر نے اُسے زمین پر سے اُٹھا کر کرسی پر بیٹھایا اور کہا۔

نہیں۔۔۔۔۔نہیں۔۔۔۔اب میں۔۔۔۔میں۔۔۔۔بالکل نہیں روؤنگی۔۔۔۔۔۔راحیلہ نے ہچکیاں لیتے ہوئے معصوم بچّوں کی طرح گالوں کو رگڑتے ہوئے کہا۔

ٹھیک ہے آدھے گھنٹے بعد چلے گے۔۔۔۔۔۔اوکے۔۔۔۔اپنا خیال رکھو۔۔۔۔۔کہہ کر وہ جانے لگا۔۔۔۔۔۔اور پھر دوبارہ پلٹ کر آیا۔

ویسے آپ کہا کی رہنے والی ہے یہ ابھی تک نہیں بتایا۔۔۔۔۔

کراچی۔۔۔۔۔۔لیکن مجھے وہاں نہیں جانا۔۔۔۔۔اچانک راحیلہ کو کیا ہوا کہ وہ ایک

دم آپے سے باہر ہو کر چلا کر بولی۔

راحیلہ پلیز۔۔۔۔۔۔۔ریلیکس ہو جاؤ۔۔۔۔۔اور جو ہوا اُسے بھولنے کی کوشش کرو۔۔۔۔۔ کہہ کر وہ چلا گیا۔

راحیلہ کی نظروں نے اُس کا پیچھا کیا جب تک کے وہ اپنے کمرے میں نہیں چلا گیا۔۔۔۔۔۔یا خدا آذر کی زندگی خوشیوں سے بھر دینا مولا۔۔۔۔۔۔آمین۔

****

اسلام و علیکم۔۔۔۔۔۔ممّی بہت زور کی بھوک لگی ہے جلدی سے ناشتہ دیجئیے۔۔۔۔۔۔۔میرے پیٹ میں چوہے فٹ بال کھیل رہے ہیں۔

برخوردار ابھی تک تو تم گدھے گھوڑے بیچ کر سو رہے تھے تب وہ چوہے کہا تھے۔۔۔۔۔۔جہانگیر شاہ نے مسکراتے ہوئے شرارت سے کہا۔

ڈیڈ پلیز۔۔۔۔۔ممّی جلدی آملیٹ اور دودھ دے دو۔۔۔۔۔۔ویسے ہی لیٹ ہو چُکا ہوں۔

ارے۔۔۔۔۔۔رے۔۔۔۔۔۔عدن بیٹا دھیرے دھیرے کھاؤ۔۔۔۔۔۔ناشتہ

رکھتے ہی وہ فٹافٹ آملیٹ کو منہ میں ٹھونسے جارہا تھا ساتھ دودھ کا گھونٹ بھی بھر رہا تھا۔۔۔۔تب نائلہ بیگم نے اُسے ٹوکا۔

اوکے ممّی۔۔۔۔۔۔خداحافظ۔۔۔۔۔۔۔جلدی سے آخری نوالہ منہ میں ڈال کر وہ الوداعی کلمات کہتا ایک ہاتھ میں بریف کیس پکڑے ڈیڈی کے پیچھے ہی نکل گیا۔

یہ لڑکا نا کبھی نہیں سُدھرے گا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔نائلہ بیگم نے مسکراتے ہوئے خود کلامی کی۔

****

یاور بیٹا اِدھر آؤ۔۔۔۔۔۔

جی بڑی بی۔۔۔۔۔کہیئے کیا بات ہے آپ کچھ پریشان لگ رہی ہیں۔

نہیں۔۔۔۔۔پریشان تو نہیں ہوں۔۔۔۔بس کومل کو دیکھنے کا بہت دل چاہ رہا ہے۔

بڑی بی۔۔۔۔۔۔کومل کی شادی کو ابھی پندرہ دن بھی نہیں ہوئے اور آپ اتنا یاد کر رہی ہو اُسے۔۔۔۔۔۔۔یاور نے مسکراتے ہوئے کہا۔

پہلی بار نظروں سے دور ہوئی ہے نا۔۔۔۔۔شاید اِس لیے دل نہیں لگ رہا میرا اُس کے

بغیر۔۔۔۔۔۔۔بڑی بی نے نم آنکھوں سے کہا۔

اب تو عادت ڈال لیجئیے بڑی بی۔۔۔۔۔۔۔سب بیٹیوں کو بابُل کا گھر چھوڑ کر ایک دن جانا ہی پڑتا ہے۔

ہاں۔۔۔۔۔۔وہ تو ہے۔۔۔۔۔۔بڑی بی نے نم آنکھوں سے مسکراتے ہوئے کہا۔

بڑی بی۔۔۔۔۔ویسے آپ کہے تو کومل کو ملنے کے لیے بُلوا لیتے ہے۔

نہیں یاور بیٹا۔۔۔۔۔۔وہ کہا پریشان ہو گی۔۔۔۔۔۔کیا ہم نہیں چل سکتے اُس کے پاس ؟اُسی بہانے میرا تھوڑا من بہل جائے گا۔۔۔۔

جی بڑی بی۔۔۔۔۔۔۔ہم ملنے چلے گے۔۔۔۔۔اب آپ پریشان مت ہوئیے۔۔۔۔۔کہہ کر وہ چلا گیا۔

یا خدا میری بیٹی کو ہمیشہ خوش و آباد رکھنا۔۔۔۔آمین۔۔۔۔۔بڑی بی نے دل سے دعا دی۔

****

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔
ہمیں اپنی ویب نیوایرا میگزین(New Era Magazine)کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔اگرآپ ہماری ویب پر اپنا ناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،آرٹیکل،شاعری،پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیوایرا میگزین

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مس راحیلہ۔۔۔۔۔۔۔اب بہت زوروں کی بھوک لگ گئی ہے۔۔۔۔۔۔آپ کا کیا خیال ہے؟لینچ اِس ہوٹل میں کر لیتے ہیں۔۔۔۔۔۔آذر نے راحیلہ کو پوری شاپنگ کروانے کے بعد پوچھا۔

مسٹر آذر۔۔۔۔۔۔۔آپ جیسا مناسب سمجھے ویسا کیجئیے۔

ارے۔۔۔۔۔رے۔۔۔۔۔مس راحیلہ۔۔۔۔۔۔لینچ کر ہی لیتے ہے ویسے بھی پتا نہیں اب دوبارہ یہاں کب آنا ہو۔۔۔۔

ہاں۔۔۔۔آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔۔۔۔۔راحیلہ کے کہتے ہی دونوں ہوٹل میں داخل ہو گئے۔

آذر نے اپنی پسندیدہ ڈش آرڈر کی اور مینو کارڈ اُس کی طرف بڑھا دیا۔

ارے۔۔۔۔۔۔مجھے باہر کے ڈشز کا کچھ اندازہ نہیں جو اچّھا ہو وہ منگوا لیجئیے۔

اوکے۔۔۔۔۔میں نے سوچا آپ کچھ چاہو تو۔۔۔۔۔

نہیں آپ کا جو دل کر رہا ہے وہ منگوائیے مسٹر آذر۔۔۔اُس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اوکے۔۔۔۔۔۔ویٹر۔۔۔۔۔۔آذر نے دل کھول کر آرڈر لکھوایا کیونکہ آج اِس ملک میں اُس کا آخری دن تھا۔

ایک بات پوچھو مسٹر آذر؟

ایک کیا دو چار پوچھ لو۔۔۔۔۔۔

وہ۔۔۔۔۔آپ۔۔۔۔۔آپ کیا کرتے ہے؟

مس راحیلہ آپ نے تو مجھے ڈرا ہی دیا اتنا۔۔۔۔آپ۔۔۔۔آپ۔۔۔۔۔۔کہہ کر جیسے کیا پوچھنا چاہ رہی ہو۔۔۔۔۔۔ویل۔۔۔۔۔میں یہاں اسٹڈی کیلئے آیا تھا وہ مکمل ہو گئی

بلکہ اب اپنے ٹیکسٹائل کے بزنس کو یہاں سے وائنڈاپ کر کے اپنے ملک میں شروع کرنے کا ارادہ ہے۔۔۔۔۔۔۔۔ نسیم انکل بابا کے دوست تھے اُن سے ہی بزنس کی بات ہوئی ہے۔

اوہ۔۔۔۔۔ ویسے آپ کی فیملی میں کون کون ہیں؟

میں اور میری ماں۔۔۔۔۔ بس۔۔۔۔ کہتے ہوئے آذر کی آنکھوں میں آنسو آنے لگے اُس نے جلدی سے نظریں دوسری طرف پھیری۔۔۔۔۔ مگر راحیلہ دیکھ چکی تھی۔

آپ کچھ شیئر کرنا چاہے تو پلیز ان آنسوؤں کی وجہ پوچھ سکتی ہوں۔

آذر نے دھیرے سے اپنی فیملی کے ساتھ ہوئے حادثے کے بارے میں بتایا۔

اوہ۔۔۔۔۔ آپ کی فیملی کے بارے میں جان کر مجھے بہت افسوس ہوا لیکن مسٹر آذر۔۔۔۔۔ موت تو برحق ہے اور سب کو آنی ہے۔۔۔۔۔ ہو سکتا ہے خدا نے آپ سے کچھ رشتے لیے ہے تو کچھ دے بھی۔۔۔۔ جس کے ساتھ آپ زندگی کی تلخ حقیقت کو بھول کر خوش رہ سکو۔۔۔۔۔۔ راحیلہ نے اُسے حوصلہ دلایا۔

جی۔۔۔۔۔۔آذر نے بہت دھیمی آواز میں کہا۔

ویسے آپ اداس اچّھے نہیں لگ رہے۔۔۔۔۔۔چلو کھانا شروع کرتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔واہ کیا مزے دار کھانے ہے یہاں کے۔۔۔۔۔۔۔۔۔ویٹر کے سرو کرتے ہی راحیلہ نے پرجوش ہونے کی اداکاری کیں۔۔۔۔۔۔تاکہ آذر کو ماضی سے حال میں لا سکے اور وہ کامیاب ہو بھی گئی۔

ویسے آپ بہت بیکار اداکاری کرتی ہو۔۔۔۔۔۔قسم سے۔۔۔۔۔۔آذر کو راحیلہ کی اداکاری پر ہنسی آرہی تھی۔

ہنس لو مسٹر آذر۔۔۔۔۔بعد میں حساب لوُنگی۔۔۔۔۔اُس نے سامنے سے کہا اور دل میں اُسے دعائیں دینے لگی کہ خدا اِس ہنسی کو ہمیشہ برقرار رکھے۔

دونوں باتوں میں مصروف لینچ سے بھرپور انصاف کرنے لگے۔

****

حامد آفس گیا تھا اور کومل گھر میں اکیلی بور ہو رہی تھی۔۔۔۔۔۔وہ یہی سوچ رہی تھی کہ دن کیسے گزرے تبھی ڈور بیل بجی۔۔۔۔۔۔کون ہو سکتا ہے۔۔۔۔۔چل کر دیکھو

کیا۔۔۔۔۔۔بوا نے دروازہ کھول دیا ہو گا۔۔۔۔ویسے یہاں پر بھی اُس کے گھر جیسے ہی ٹھاٹ باٹھ تھے ہر کام کے لیے ملازمہ موجود تھی۔۔۔۔۔۔۔اور کومل کو کام کرنے کی عادت بھی نہیں تھی۔۔۔۔پہلے میکے میں آزاد تھی اور یہاں پر بھی آزاد تھی۔۔۔۔۔پھر بھی وہ وقت گزاری کے لیے باہر کی طرف نکلی کہ دیکھے کون آیا ہے۔۔۔۔۔اور۔۔۔۔۔۔اُس کی چیخ نکل گئی۔

بڑی بی۔۔۔۔۔۔یاور لالا۔۔۔۔۔۔کہتے ہوئے وہ دوڑتی ہوئی اُن تک پہنچی اور بڑی بی کے سینے سے لگ گئی۔

آپ لوگ۔۔۔۔۔یوں۔۔۔۔۔۔اچانک۔۔۔۔کومل کی خوشی دیدنی تھی۔

کیسا لگا ہمارا سرپرائز۔۔۔۔۔یاور نے پوچھا۔

بہت زیادہ اچھّا۔۔۔۔مگر آپ بتا کر آتے تو میں کچھ اہتمام کرواتی۔۔۔۔۔کہتے ہوئے وہ دل سے مسکرائی۔

اگر بتا دیتے تو تمہاری یہ خوشی ہمیں کہا دیکھنے ملتی۔۔۔۔۔۔میری گڑیا۔۔۔۔۔کہتے ہوئے یاور نے اُس کا ماتھا چوما۔

آپ نے ٹھیک کہا لالا۔۔۔۔۔۔چلیئے اندر چلتے ہیں۔۔۔۔۔۔میں تو خوشی میں یہ بھی بھول گئی کہ آپ کو اندر لے چلوں۔

اُن کو کمرے میں بیٹھا کر کومل کیچن میں کچھ ہدایات دیتی حامد کو کال لگانے لگی۔

ہیلو مسز حامد۔۔۔۔۔۔کیسی ہو؟۔۔۔ہماری بہت زیادہ یاد آرہی ہے کیا؟۔۔ابھی تو ہمیں آفس آئے دو گھنٹے بھی نہیں ہوئے۔۔۔۔۔حامد نے کال اُٹھاتے ہی کہنا شروع کر دیا۔

نہیں وہ۔۔۔بڑی بی اور یاور لالا آئے ہیں۔۔۔میں نے سوچا آپ کو بتادوں تو آپ تھوڑا جلدی گھر آجائے گے۔

اوہ۔۔۔۔۔اِس کا مطلب ہے میری یاد نہیں آرہی تھی۔۔۔۔۔بس یہ بتانے کے لیے کال کی تھی۔۔۔۔۔حامد نے کومل کی کھینچائی کیں۔

نہیں یاد بھی آرہی تھی۔۔۔کومل نے دھیرے سے کہا اور مسکراتے ہوئے کال کاٹ دی۔

بڑی بی کھایئے نا۔۔۔۔۔کومل بار بار کچھ نہ کچھ اُن کی طرف بڑھا رہی تھی۔

ہاں بیٹا میں لے رہی ہوں۔۔۔۔۔تو یہ بتا حامد کے ساتھ خوش تو ہے۔

ہاں بڑی بی بہت خوش ہوں۔۔۔۔کومل نے شرماتے ہوئے کہا۔

ویسے حامد اور بہن نظر نہیں آ رہے۔

بڑی بی وہ حامد آفس گئے اور ممّی ٹور پر گئی ہیں۔

آفس گئے نہیں بلکہ آفس سے آ گئے ہیں۔۔۔۔۔۔حامد نے اچانک آ کر ٹکڑا لگایا۔

ارے بیٹا۔۔۔۔۔کیسے ہو تم؟۔۔۔اتنی جلدی آفس سے آ گئے۔

آپ لوگ اتنی دور سے ہمارے گھر آئے اور میں وہاں بیٹھا رہوں یہ تو غلط بات ہوئی

نا۔۔۔۔۔حامد نے احترام سے کہا۔

جیتے رہو۔۔۔۔۔سدا خوش رہو۔۔۔۔بڑی بی نے پیار سے اُسے دعا دی۔

وہ تو ٹھیک ہے بڑی بی پر آپ لوگ کو دو تین دن ہمارے ساتھ رُکنا

ہوگا۔۔۔۔۔حامد نے اسرار کیا۔

نہیں بیٹا۔۔۔بیٹی کے گھر رہنا اچّھا نہیں لگتا۔۔۔۔۔ہم رات تک لوٹ

جائینگے۔۔۔۔تم لوگ کو دیکھنے کا بہت دل چاہ رہا تھا تو بس آ گئے۔

بڑی بی آپ کا جب دل چاہے آ جائیے۔۔۔۔اور یہ کیا آپ پرانی رسموں کو لے کر بیٹھی ہیں۔۔۔۔۔یہ آپ کا اپنا ہی گھر ہے۔

نہیں بیٹا۔۔۔۔ضدمت کرو۔

جی ٹھیک ہے۔۔۔۔۔۔۔حامد کو ہار ماننی ہی پڑی۔

ایک اچّھا دن گزار کر وہ لوگ واپس لوٹ گئے۔

کیوں بیگم۔۔۔۔۔آج تو بہت زیادہ خوش نظر آ رہی ہو۔۔۔۔اُن کے جاتے ہی حامد نے کومل کو تنگ کرنا شروع کر دیا۔

ہاں بہت خوش ہوں۔۔۔۔۔۔

مطلب میرے ساتھ خوش نہیں تھی۔۔۔۔حامد نے اُسے خود سے نزدیک کرتے ہوئے کہا۔

ایسی بات نہیں ہے۔۔۔۔آپ اچّھی طرح سے جانتے ہیں پھر بھی مجھے تنگ کر رہے ہیں۔۔۔۔۔کومل نے اُسے ڈھکیلتے ہوئے کہا۔

مسز تم نے یہ ٹھیک نہیں کیا۔۔۔۔ہر دم راہ فرار ڈھونڈتی ہو۔۔۔۔۔مگر میں تمہیں

فرار ہونے نہیں دوں گا۔۔۔۔حامد نے ایسی معصومیت سے کہا کہ کومل کو ہنسی آگئی۔۔۔۔اور وہ ہنستے ہوئے حامد کے پاس آگئی۔۔۔۔وہ جتنی دفعہ خدا کا شکر ادا کرتی اُسے کم لگتا کیونکہ اتنا پیارا ہمسفر جو اُسے ملا تھا۔

****

مس راحیلہ آپ گاڑی تک چلیئے۔۔۔۔میں اپنا ایک شاپنگ بیگ ہوٹل میں ہی بھول گیا۔

ٹھیک ہے۔۔۔۔کہتے ہوئے وہ پارکنگ کی طرف بڑھنے لگی۔۔۔۔۔وہ ابھی گاڑی تک پہنچی ہی تھی کہ سامنے سے آتے شخص کو دیکھ کر شاپنگ بیگ اُس کے ہاتھ سے چھوٹ گیا۔

شر۔۔۔۔شرجیل۔۔۔۔اُس نے اٹک اٹک کر کہا۔

اوہ تو یہ رنگلیاں منائی جارہی ہے۔۔۔۔شرجیل نے غصّے سے راحیلہ کی گردن دبائی۔۔۔۔

چھ۔۔۔۔۔و۔۔۔۔۔ڑ۔۔۔۔و۔۔۔۔۔۔راحیلہ کو لگا کہ اگر اُس نے ہاتھ نہیں ہٹایا

تو اُس کی جان نکل جائے گی۔

ایک شرط پر چھوڑوں گا۔۔۔ تم میرے ساتھ چلو گی تو۔۔۔۔ تمہاری وجہ سے میرا بہت نقصان ہو گیا ہے۔۔۔۔ شرجیل نے کمینگی سے کہا اور راحیلہ کی گردن پکڑے ہوئے ہی اُسے گھسیٹنے کی کوشش کیں۔

اچانک شرجیل کو پیچھے سے کسی نے پکڑا اور راحیلہ کو اُس کی گرفت سے آزاد کروایا۔

تم کون ہو؟ اور اِسے کیوں مار رہے ہو؟۔۔۔۔۔ آذر نے ایک دم غصّے سے پوچھا۔

میں اِس کا شوہر ہوں۔۔۔۔۔ شرجیل نے ڈھیٹائی سے کہا۔

اوہ۔۔۔۔۔ شوہر ہو یا شوہر تھے۔۔۔۔ آذر نے غصّے سے پھنکارتے ہوئے کہا۔

اوے۔۔۔۔۔ مسٹر ہمارے بیچ میں مت بولو۔۔۔۔ میں تو پھر بھی اِس کا شوہر تھا۔۔۔۔ پر تم کون ہو؟

میں تمہارے سوال کا جواب دینے کا پابند نہیں ہوں۔

ہاں۔۔۔۔ کیوں دو گے جواب۔۔۔۔ ویسے بھی تمہارا اِس کے ساتھ کوئی رشتہ تھوڑی ہے۔۔۔۔ بس یوں ہی اِسے شاپنگ اور ہوٹلینگ کروا رہے

تھے۔۔۔۔۔۔تاکہ کل کی رات جو تم اُس کے ساتھ گزارے تھے اُس کا بدلہ دے سکو۔

شٹاپ۔۔۔۔۔ایک زنّاٹے دار تھپڑ شرجیل کے گال پر پڑا۔۔۔۔۔۔۔۔۔اب تم نے ایک بھی بکواس کی نا تو اپنے پیروں پر کھڑے رہنے کے لائق نہیں بچو گے۔۔۔۔۔۔آذر یہاں تماشہ نہیں بنوانا چاہتا تھا۔۔۔۔۔نہیں تو اُس کی باتیں سن کر آذر کا دل چاہ رہا تھا کہ شرجیل کو کھڑے کھڑے گولی مار دے اِس لیے اپنے آپ پر ضبط کر رہا تھا۔

کیوں راحیلہ۔۔۔۔۔اُتار پھینکا نا نیک بی بی کا چولا جو تم نے پہن رکھا تھا۔۔۔۔۔۔اگر یہی سب کرنا تھا تو ملک صاحب کم تھوڑی تھے پیسے بھی دیتے۔۔۔۔۔مگر نہیں تمہیں تو مجھ کو بس لیکچر دینا تھا اور خود کیا کر رہی ہو اِس لفنگے کے ساتھ۔۔۔۔۔اب بھی وقت ہے چلو میرے ساتھ عیش ہی عیش ہونگے۔۔۔۔اِس سے بھی خوبصورت لڑکوں سے ڈیل فیکس کروا دُونگا۔۔۔۔۔۔شرجیل نے تھپڑ کھانے کے بعد بھی کمینگی سے کہا اور ابھی آگے کچھ کہتا بھی۔۔۔۔۔۔۔لیکن آذر کا ضبط جواب دے گیا۔۔۔۔۔اُس نے شرجیل کو کالر سے پکڑ کا گھسیٹا اور تب تک اُس کی پٹائی کی جب تک کے وہ مار مار کر تھک

نہیں گیا۔

بول اب کیا بولے گا۔۔۔۔۔عورتوں کی عزت کرنا سیکھ سمجھا۔۔۔۔۔۔کہتے ہوئے آذر نے ایک آخری مکا بھی شرجیل کے منہ پر جڑ دیا۔

ارے۔۔۔۔۔رے ایک ہی رات میں اتنا جوش۔۔۔۔۔مجھے کیا سبق پڑھا رہا ہے۔۔۔۔۔تو خود کون ہے۔۔۔۔۔عورتوں کی عزت پر تقریر جھاڑ رہا ہے اور اُسے لیے گھوم پھیر رہا ہے۔۔۔۔۔۔شرجیل کسی بھی قیمت پر راحیلہ کو حاصل کرنا چاہتا تھا اِس لیے اتنی مار کھانے کے بعد بھی ہار نہیں مانی۔

بس۔۔۔۔چلو آذر۔۔۔۔۔۔۔راحیلہ کی ہمّت جواب دینے لگی تو وہ بیچ میں بول پڑی۔

تبھی ایک گاڑی اُن کے پاس آر کی۔۔۔۔۔ملک صاحب باہر نکلے اور پیچھے سیٹ پر نیم بے ہوش وجود کو گھسیٹتے ہوئے باہر نکال دیا۔

عظمت بوا۔۔۔۔۔۔اُنھیں دیکھتے ہی راحیلہ کی چیخ نکل گئی۔

اب تو چلو گی نا۔۔۔۔۔۔یا مرنے دو گی بوا کو۔۔۔۔۔شرجیل نے آخری پتہ پھینکا۔

میں۔۔۔۔۔۔میں۔۔۔۔۔راحیلہ بس اتنا ہی کہہ پائی کہ آذر نے بیچ میں مداخلت

کیں۔

شرجیل بتاؤ تم کیا چاہتے ہو؟

بس میں یہ چاہتا ہوں کہ راحیلہ کو میرے ساتھ بھیج دو ورنہ یہ بوا تو کام سے گئی۔

وہ نہیں جائے گی۔۔۔۔۔آذر دھاڑا۔

ہاں۔۔۔ہاں۔۔۔اِس پر تمہارا دل آگیا ہے۔۔۔۔بتادو بس راحیلہ سے تمہارا کیا رشتہ ہے؟۔۔۔۔اگر نہیں ہے تو ہٹو بیچ میں سے۔۔۔۔بس تمہاری رکھیل ہے۔۔۔رات گزارے ہو اُس کے ساتھ۔۔۔۔کیونکہ اور کوئی رشتہ ایک رات میں تم کسی انجان لڑکی کے ساتھ بنا بھی نہیں سکتے۔۔۔۔۔شرجیل بس راحیلہ کو پانا چاہتا تھا۔۔۔۔کسی بھی صورت۔۔۔۔ایک بار بس بتادو۔

رکھیل۔۔۔۔رکھیل۔۔۔۔آذر جواب کیا دیتا اُس کے دماغ میں بس یہی گھوم رہا تھا۔

بتاؤ۔۔راحیلہ سے تمہارا کیا رشتہ ہے؟ شرجیل نے آذر کے بازوؤں کو ہلاتے ہوئے دوبارہ پوچھا۔

بیوی ہے وہ میری۔۔۔۔۔اور میں اپنی بیوی کے لیے کوئی غلط لفظ برداشت نہیں کر سکتا۔۔۔۔۔آذر اُس کے پکڑنے پر ہوش میں آیا اور زور سے بولا۔

جھوٹ بول رہے ہو تم۔۔۔۔۔۔شرجیل پھنکارا۔

سچ کہہ رہا ہوں۔۔۔۔۔یہ میری ہونے والی بیوی ہے۔۔۔۔۔آج شام ہمارا نکاح ہے اِس لیے شاپنگ کرنے آئے تھے۔۔۔۔۔اور کچھ جاننا ہے مسٹر شرجیل۔

دیکھو تم ایک دن میں توراحیلہ کو جاننے نہیں لگے کہ بات نکاح تک پہنچ گئی۔۔۔۔۔وہ تمہاری۔۔۔۔۔ر۔۔۔۔۔کھ۔۔۔۔ی۔۔۔۔آگے جملہ پورا ہونے سے پہلے ہی آذر نے ایک اور تھپڑ شرجیل کے گال پر جڑ دیا۔

تم یہ سب پیسوں کے لیے کر رہے ہو نا۔۔۔۔۔تو یہ لو چیک۔۔۔۔۔جتنی رقم چاہو بھر لو۔۔۔۔۔۔اب راحیلہ اور بوا کو چھوڑ دو۔۔۔۔۔۔کہتے ہوئے آذر نے بلینک چیک شرجیل کے منہ پر مارا جسے اُس نے چھپٹتے ہوئے پکڑ لیا۔

چھوڑوں انہیں۔۔۔۔۔بوا کو چھڑواتا وہ سیدھا گھر پہنچا اور ڈاکٹر کو بلا کر بوا کی مرہم پٹی کروائی۔

****

یاور بیٹا میرا دل بہت گھبرا رہا ہے۔۔۔۔۔۔۔

بڑی بی نے اُسے دیکھتے ہی اپنے خدشے کا اظہار کیا۔

کس لیے گھبرا رہا ہے بڑی بی۔۔۔۔۔اُس نے بہت نرمی سے پوچھا۔

بیٹا پتا نہیں کیوں لیکن کومل کو لے کر مجھے بہت خدشے ہو رہے ہیں۔۔۔۔۔وہ ٹھیک تو ہے نا؟

بڑی بی آپ روز کومل سے بات کرتی ہو۔۔۔۔۔۔۔بلکہ تھوڑی دیر پہلے بھی بات کی تھی اور کل ہم اُس سے مل کر بھی آئے ہیں۔۔۔۔۔۔وہ بالکل ٹھیک ہے۔

پتا ہے بیٹا لیکن میرا دل بہت گھبرا رہا ہے۔۔۔۔۔خدا میری بیٹی کو خوش رکھنا اور اُسے اپنی امان میں رکھنا۔۔۔۔۔بڑی بی کے دل سے دعائیں نکل رہی تھی۔

بڑی بی آپ بہت تھک گئی ہیں۔۔۔۔کل کے سفر کی وجہ سے۔۔۔۔بس اور کچھ نہیں ہے۔۔۔۔۔۔کومل بہت خوش ہے اور ٹھیک بھی۔۔۔۔یاور نے بڑی بی کو تسلی دلائی اور بستر پر سونے کے لیے لٹا دیا۔۔۔۔مگر وہ ماں تھی اور ماں کا دل اپنے بچّوں کو لے کر

ہر وقت فکر میں رہتا ہے۔۔۔۔اِسی لیے وہ بہت زیادہ پریشان تھی۔

****

آج سب ملازم چھٹی پر تھے کیونکہ بلقیس بوا کی بیٹی کی شادی تھی۔۔۔۔۔۔حامد آفس گیا ہوا تھا اور کومل پیچھے بالکل اکیلی تھی۔

کیا کروں۔۔۔۔وہ کبھی کتاب پڑھتی تو کبھی موبائل پر گیم کھیلتی۔۔۔۔

خدا خدا کر کے شام ہو گئی تو وہ لان میں سے اندر آگئی اور مغرب کی نماز ادا کیں۔

اب کیا کرے۔۔۔۔سوچتے سوچتے اُس کی آنکھ لگ گئی۔

نجانے رات کا کونسا پہر تھا۔۔۔۔بجلی زور سے چمکی اور کومل کی آنکھ کھل گئی۔۔۔۔ابھی وہ کچھ سوچتی جب تک لائٹ چلی گئی۔۔۔۔۔وہ اندھیرے میں ڈرتے ڈرتے موم بتی تک پہنچی اور اُسے جلائی۔۔۔موم بتی کمرے میں رکھ کر ہمّت کرتی ہال میں آئی کہ یہاں پر بھی رکھ دے۔۔۔۔ابھی وہ رکھتی کے آہٹ ہوئی۔۔۔ڈر کے مارے اُس کے ہاتھ کانپنے لگے جس کی وجہ سے موم اُس کے ہاتھ پر گرنے لگی۔۔۔۔۔۔سی کی آواز کومل کے منہ سے نکلی۔۔۔۔۔تبھی اُس کی نظر ہال

کے بیچوں بیچ ایک سائے پر پڑی۔

کو۔۔۔۔۔ن۔۔۔۔۔کو۔۔۔۔۔ن۔۔۔۔۔۔ہے۔۔۔۔کومل نے ہمّت کر کے پوچھا۔

مگر سامنے سے جواب تو نہیں آیا البتہ نشے میں لڑکھڑاتا ہوا شخص اُس کے پاس آنے لگا۔۔۔۔۔۔۔

موم بتی کی روشنی میں کومل کو کچھ صاف نہیں دکھ رہا تھا لیکن وہ ڈر کر چلاتے ہوئے پیچھے ہوتے گئی۔

وہ شخص لڑکھڑاتے ہوئے کومل تک پہنچا اور اُسے دبوچتے ہوئے کمرے میں لے جا کر دروازہ بند کر دیا۔۔۔۔۔۔۔۔

نہیں۔۔۔۔۔۔بچاؤ۔۔۔۔۔۔کون۔۔۔۔۔ہو۔۔۔۔۔۔تم۔۔۔۔۔۔کومل کی آوازیں اندر سے سنائی دینے لگی۔

جاری ہے۔۔

نوٹ۔۔۔۔۔۔۔قارئین سے گزارش ہے کہ وہ پڑھ کر اپنی رائے ضرور دے۔

دعاؤں کی طلبگار

کشمالہ اعظمی

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ وحقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔

ہمیں اپنی ویب نیوایرا میگزین(New Era Magazine)کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔اگرآپ ہماری ویب پراپناناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،آرٹیکل،شاعری،پوسٹ کروانا چاہیں تواردو میں ٹائپ کرکے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشااللہ آپ کی تحریرایک ہفتے کے اندراندر ویب پر پوسٹ کردی جائے گی۔مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیوایرا میگزین